

فضائل و مسائل

# قربانی

تالیف

مولانا محمد الیاس گھمن  
مستقیم السلام  
حفظہ اللہ

87 جنوبی لاهور روڈ سرگودھا  
0321-6353540

مکتبہ اہل السنۃ و الجماعۃ

ناشر

## فضائل و مسائل قربانی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

### قربانی کی اہمیت:

قربانی ایک عظیم الشان عبادت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہوئی اور امت محمدیہ علی صاحبہا السلام تک مشروع چلی آرہی ہے۔ ہر مذہب و ملت کا اس پر عمل رہا ہے۔ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾  
(الآیۃ) ﴿ح: 34﴾

ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ چوپائیوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائے۔

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت میں جاری رہا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں خصوصی اہمیت اختیار کر گیا، اسی وجہ سے اسے ”سنت ابراہیمی“ کہا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے محض خدا کی رضامندی کے لیے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کیلئے پیش کیا تھا۔ اسی عمل کی یاد میں ہر سال مسلمان قربانیاں کرتے ہیں۔ اس قربانی سے ایک اطاعت شعار مسلمان کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ رب کی فرمانبرداری اور اطاعت میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہے اور مال و متاع کی محبت کو چھوڑ کر خالص اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرے۔ نیز قربانی کرتے وقت یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ قربانی کی طرح دیگر تمام عبادات میں مقصود رضاء

الہی رہے، غیر کے لیے عبادت کا شائبہ تک دل میں نہ رہے۔ گویا مسلمان کی زندگی اس آیت کی عملی تفسیر بن جائے:

”إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ (انعام: 162)

ترجمہ: میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا، سب اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

قربانی کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ يُضَحِّي“

(جامع الترمذی: ج 1، ص: 409؛ ابواب الاضاحی)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ قربانی کرتے رہے۔

## قربانی کے فضائل:

کئی احادیث میں قربانی کے فضائل وارد ہیں۔ چند یہ ہیں۔

(1): عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوا فَالْصُّوْفُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ.

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب ثواب الاضحية)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار صحابہ رضی اللہ

عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہمیں قربانی کرنے سے کیا فائدہ ہو گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟ فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔

(2) ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا كَمَلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يَوْمَ النَّحْرِ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ مِنْ إِهْرَاقِ الدَّمِ إِنَّهُ لَيَتَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوءِهَا وَأَشْعَارِهَا وَأَطْلَافِهَا وَإِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللَّهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ مِنَ الْأَرْضِ فَطَيَّبُوا بِهَا نَفْسًا“

(جامع الترمذی ج 1 ص 275 باب ما جاء في فضل الاضحية)

ترجمہ: عید الاضحی کے دن کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ لہذا خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔

(3) ”عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنْفَقَتِ الْوَرَقُ فِي شَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ نَحْيَةِ يَوْمِ الْعِيدِ“

(سنن الدار قطنی ص 774 باب الذبائح، سنن الکبریٰ للبیہقی ج 9 ص 261)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عید الاضحی کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے

والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔

## قربانی کے مسائل

### (1) قربانی واجب ہے:

ہر صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ اس بارے میں قرآن و سنت میں کئی دلائل موجود ہیں۔ چند یہ ہیں:

(1) ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأْمَحْزُ“۔ (الکوثر: 2)

ترجمہ: آپ اپنے رب کی نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔

مشہور مفسر علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

”قَالَ عِكْرَمَةُ وَعَطَاءٌ وَقَتَا دَةَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ صَلَوةَ الْعِيدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَنَحْرُ نُسُكِكَ فَعَلَى هَذَا يَثْبُتُ بِهِ وَجُوبُ صَلَوةِ الْعِيدِ وَالْأُحْيِيَّةِ“

(تفسیر مظہری: ج: 10 ص: 353)

ترجمہ: حضرت عکرمہ، حضرت عطاء اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ“ میں ”فَصَلِّ“ سے مراد ”عید کی نماز“ اور ”وَأْمَحْزُ“ سے مراد ”قربانی“ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز عید اور قربانی واجب ہے۔

علامہ ابو بکر جصاصؒ اپنی تفسیر ”احکام القرآن“ میں فرماتے ہیں:

”قَالَ الْحَسَنُ صَلَوةُ يَوْمِ النَّحْرِ وَنَحْرُ الْبَدَنِ... قَالَ أَبُو بَكْرٍ هَذَا التَّأْوِيلُ يَتَضَمَّنُ مَعْنَيَيْنِ أَحَدُهُمَا إِمْجَابُ صَلَوةِ الْأُحْيِي وَالثَّانِي وَجُوبُ الْأُحْيِيَّةِ“

(احکام القرآن للخصاص ج3 ص419 تحت سورة الكوثر)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت ”فَصَلِّ لِرَبِّكَ“ میں جو نماز کا

ذکر ہے اس سے عید کی نماز مراد ہے اور ”وانحر“ سے قربانی مراد ہے۔ امام ابو بکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:-

1- عید کی نماز واجب ہے۔ 2- قربانی واجب ہے۔

(2) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّاتَنَا“

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب الاضاحی ہی واجبة ام لا ، مسند احمد ج 2 ص 321 رقم 8256، السنن الکبریٰ ج 9 ص 260 کتاب الضحایا، کنز العمال رقم 12261)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ بھٹکے۔

وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور وعید واجب کو چھوڑنے پر ہوتی ہے۔ تو معلوم ہوا قربانی واجب ہے۔

(3) حضرت مخنف بن سلیمؒ سے روایت ہے:

”كُنَّا وَقُوفًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ عَلَى كُلِّ أَهْلٍ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُخِيَّةٌ وَعَتِيرَةٌ“

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب الاضاحی ہی واجبة ام لا، سنن النسائی ج 2 ص 188 کتاب الفرع والعتيرة)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔

اس حدیث سے دو قسم کی قربانیوں کا حکم معلوم ہوا، ایک عید الاضحیٰ کی قربانی کا اور

دوسرا عتیرہ کا۔

فائدہ: ”عتیرہ“ اس قربانی کو کہا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں بتوں کے نام پر ہوتی تھی اسلام آنے کے بعد اللہ کے نام پر ہونے لگی، لیکن بعد میں اسے منسوخ فرما دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

”تَمَلَّی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفَرْعِ وَالْعَتِيرَةِ“

(سنن النسائی ج 2 ص 188 کتا ب الفرع والعتیرہ)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ سے منع فرما دیا۔

فائدہ: ”فرع“ اس بچہ کو کہا جاتا تھا جو اونٹنی پہلی مرتبہ جنتی تھی اور زمانہ جاہلیت میں اسے بتوں کے نام پر قربان کیا جاتا تھا، ابتدا اسلام میں یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہوتی رہی لیکن بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا۔ (زہر الرئی علی النسائی للسیوطی ج 2 ص 188)

(4) حضرت جندب بن سفیان البجلیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ”شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ التَّحْرِيقِ فَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ مَكَاتَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ“۔

(صحیح بخاری ج 2 ص 843 باب من ذبح قبل الصلوة اعد)

ترجمہ: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کر دیا تو اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔

اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید سے پہلے جانور ذبح کرنے کی صورت میں قربانی لوٹانے کا حکم دیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ قربانی واجب ہے۔

## (2) قربانی کس پر واجب ہے؟

جس مرد و عورت میں قربانی کے ایام میں درج ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس پر قربانی واجب ہے:

(1) مسلمان ہو۔ دلیل: ”لَا تَمْنَاهَا قُرْبَةً وَالْكَافِرُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْقُرْبِ“۔ (بدائع الصنائع ج 4 ص 195)

ترجمہ: قربانی عبادت و قربت کا نام ہے اور کافر عبادت اور قربت کا اہل نہیں۔

(2) آزاد ہو۔ دلیل: ”لَا أَنَّ الْعَبْدَ لَا يَمْلِكُ“۔ (البحر الرائق ج 2 ص 271)

ترجمہ: قربانی غلام پر واجب نہیں کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

(3) صاحب نصاب ہو۔ دلیل: ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُصَحَّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلًّا“

(سنن ابن ماجہ ص 226 باب الاضاحی ہی واجبة ام لا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو وسعت ہو اس کے باوجود قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی کے لیے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے

جسے ”صاحب نصاب“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

(4) مقیم ہو۔ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ دلیل: ”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى

الْمَسَافِرِ أَضْحِيَّةٌ“۔ (المحلی بالآثار لابن حزم ج 6 ص 37، مسئلہ نمبر 979)

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں مسافر پر قربانی واجب نہیں۔



### (3) قربانی کا نصاب:

قربانی واجب ہونے کا نصاب وہی ہے جو صدقہ الفطر کے واجب ہونے کا نصاب ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج 5 ص 360، کتب الاخصیہ)

لہذا جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت پر قربانی کرنا واجب ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ج 1 ص 160، باب من یجوز دفع الصدقة الیہ ومن لا یجوز)

یاد رہے کہ وہ اشیاء جو ضرورت و حاجت کی نہ ہوں بلکہ محض نمود و نمائش کی ہوں یا گھروں میں رکھی ہوئیں ہوں اور سارا سال استعمال میں نہ آتی ہوں تو وہ بھی نصاب میں شامل ہوں گی۔ (بدائع الصنائع ج 2 ص 158-159، رد المحتار ج 3 ص 346، باب مصرف الزکوۃ والعشر)

### (4) قربانی کے جانور:

جو جانور قربانی کے لیے ذبح کئے جاسکتے ہیں: بھیڑ، بکری، گائے، بھینس، اونٹ (نر، مادہ) ہیں۔

دلیل: قال اللہ تعالیٰ: ”تَمَائِدَیَّةَ اَزْوَاجٍ مِّنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ... وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ“ (انعام: 143، 144)

ترجمہ: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔

**فائدہ:** قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔

### دلائل:

(1) اجماع امت: ”وَاجْتَمِعُوا عَلَى أَنَّ حُكْمَ الْجَوَامِيسِ حُكْمُ الْبَقَرِ“

(کتاب الاجماع لابن منذر ص 37)

ترجمہ: ائمہ حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔

(2) لغت: ”الْجَا مُؤْسٌ ضَرْبٌ مِّنْ كِبَارِ الْبَقَرِ“ (المنجد ص 101)

ترجمہ: بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔

(3) حضرت حسن بصریؒ [م 110ھ] فرماتے: ”الْجَا مُؤْسٌ يَّمْنُزِلَةُ الْبَقَرِ“ (مصنف ابن

ابی شیبہ ج 7 ص 65 رقم 10848)

ترجمہ: بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔

(4) امام سفیان ثوریؒ [م 161ھ] فرماتے ہیں: ”تُحْسَبُ الْجَوَامِيسُ مَعَ الْبَقَرِ“

(مصنف عبد الرزاق ج 4 ص 23 رقم الحديث 6881)

ترجمہ: بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

(5) امام مالک بن انس مدنیؒ [م 179ھ] فرماتے ہیں: ”إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا“ (موطا امام

مالک ص 294 باب ما جاء في صدقة البقر)

ترجمہ: یہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: ”الْجَوَامِيسُ وَالْبَقَرُ سَوَاءٌ“ - (کتاب الاموال لابن عبيد ج 2

ص 385 رقم 812)

ترجمہ: گائے اور بھینس برابر ہیں (یعنی ایک قسم کی ہیں)۔

**فائدہ:** جانور کے سات اعضاء کا کھانا مکروہ ہیں:

**دلیل:** عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا: الْدَّمَ وَالْحَبَاءَ وَالْأُنْثَيَيْنِ وَالْغَدَّ وَالذَّكْرَ وَالْمَثَانَةَ وَالْمَرَاةَ. (مصنف عبدالرزاق ج 4 ص 409، السنن الكبرى للبيهقي ج 10 ص 7، باب ما يكره من الشاة)

ترجمہ: حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانور کے سات اعضاء کھانے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(1) خون (2) مادہ جانور کی شرمگاہ (3) خصیتین (4) غدود (5) نر جانور کی پیشاب گاہ (6) مثانہ (7) پتہ

### (5) جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ، بکری ایک سال، گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

**دلیل:** ”عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يُعَسَّرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ“ (صحیح مسلم ج 2 ص 155 باب سن الاضحية)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قربانی کے لیے مُسِنَّةً [عمر والا جانور] ذبح کرو، ہاں اگر ایسا جانور میسر نہ ہو تو پھر چھ ماہ کا دنبہ ذبح کرو جو سال کا لگتا ہو۔

اس حدیث میں دو باتیں قابل غور ہیں:

نمبر (1) اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کے لیے لفظ ”مسنہ“ استعمال فرمایا ہے بقول امام ابو عیسیٰ ترمذی مفتہاء کرام احادیث کے معانی و مطالب زیادہ

جانتے ہیں۔ (جامع الترمذی ج 1 ص 193 باب غسل المیت)

چنانچہ جمہور فقہاء کرامؒ نے ”مسنہ“ کا مطلب یہ فرمایا کہ اس سے مراد ”الثنی“ یعنی وہ جانور ہے جس میں عمر کا لحاظ رکھا گیا ہو، چنانچہ بھیڑ، بکری، ایک سال کی گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

(۱) مشہور محدث و فقیہ علامہ ابو الحسین القدوریؒ فرماتے ہیں: ”إِنَّ الْفُقَهَاءَ قَالُوا... وَالثَّنَى مِنَ الْغَنَمِ إِبْنُ سَنَةٍ وَالثَّنَى مِنْهُ مِنَ الْبَقَرِ إِبْنُ سَنَتَيْنِ وَالثَّنَى مِنَ الْإِيلِ إِبْنُ ثَمَاسٍ“۔ (الفتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 367)

ترجمہ: حضرات فقہاء کرامؒ یہ فرماتے ہیں کہ بھیڑ بکری ایک سال کی، گائے دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔

(۲) محدث و فقیہ علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیمؒ فرماتے ہیں: ”وَالثَّنَى مِنَ الضَّأْنِ وَالْمَعْزِ إِبْنُ سَنَةٍ وَمِنَ الْبَقَرِ إِبْنُ سَنَتَيْنِ وَمِنَ الْإِيلِ إِبْنُ ثَمَاسٍ سِنَيْنِ“۔ (البحر الرائق ج 8 ص 201 کتاب الاضحية)

ترجمہ: بھیڑ اور بکری ایک سال کی، گائے دو سال کی، اور اونٹ پانچ سال کا ہو۔ اور یہی تعریف ان کتب میں بھی موجود ہے:

(۱) بذل المجہود شرح سنن ابی داؤد ج 4 ص 71

(۲) تكملة فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج 3 ص 558

نمبر (2) مذکورہ حدیث میں ”مسنہ“ نہ ملنے کی صورت میں ”جَذَعَةٌ مِنَ الضَّأْنِ“ کا حکم فرمایا اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو چھ ماہ کا ہو۔ مگر دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو۔

چنانچہ علامہ زین الدین ابن نجیمؒ (م 970ھ) فرماتے ہیں: ”وَقَالُوا هَذَا

إِذَا كَانَ الْجَذْعُ عَظِيماً بِحَيْثُ لَوْ خَلَطَ بِالثَّنِيَّاتِ يَشْتَبِهُ عَلَى النَّاطِرِينَ وَالْجَذْعُ مِنَ

الضَّانِّ مَا تَمَثَّلَ لَهُ سِنَّةُ أَشْهُرٍ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ“ - (البحر الرائق ج 8 ص 202 كتاب الاضحية)

ترجمہ: حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ دنبہ ہے جو اتنا بڑا ہو کہ اگر اس کو سال والے دنبوں میں ملا دیا جائے تو دیکھنے میں سال والوں کے مشابہ ہو اور حضرات فقہاء کے نزدیک جذع (دنبہ) وہ ہے جو چھ ماہ مکمل کر چکا ہو۔

### (6) شرکاء اور ان کی تعداد:

قربانی کا جانور اگر اونٹ گائے یا بھینس ہو تو اس میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں:

دلیل (1) ”عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهْلَيْنِ بِالْحِجِّ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ كُلِّ سَبْعَةٍ مِمَّا فِي بَدَنَةٍ“ - (صحیح مسلم ج 1 ص 424 باب جواز الاشتراك الخ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہو جائیں۔

(2) ”عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ تَخْرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَرِ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةِ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرِ عَنْ سَبْعَةٍ“

(صحیح مسلم ج 1 ص 424 باب جواز الاشتراك الخ)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیبیہ والے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی۔ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی

سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔

اگر قربانی کا جانور بکری یا بھیڑ ہو تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے:

دلیل (1) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: ”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ عَلَيَّ بَدَنَةً وَأَنَا مُؤَيَّرٌ بِهَا وَلَا أَجِدُهَا فَأَشْتَرِيهَا فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْتَاعَ سَبْعَ شِيَاءٍ فَيَذْبُحَهُنَّ“

(سنن ابن ماجہ ص 226 کتاب الاضاحی باب کم یجزی من الغنم عن البدنة)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ مجھ پر ایک بڑا جانور (اونٹ یا گائے) واجب ہو چکا ہے، میں مالدار ہوں، مجھے بڑا جانور نہیں مل رہا کہ میں اسے خرید لوں (لہذا اب کیا کروں؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات بکریاں خرید کر انہیں ذبح کر لو۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جانور کو سات بکریوں کے برابر شمار کیا۔ بڑے جانور میں قربانی کے سات حصے ہو سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ایک بکری یا ایک دنبہ کی قربانی ایک سے زیادہ افراد کی طرف سے جائز نہیں۔

دلیل (2) حضرت عبد اللہ بن عمر کا ارشاد ہے: ”أَلَشَّاءُ عَنْ وَاحِدٍ“

(اعلاء السنن ج 17 ص 210 باب ان البدنة عن سبعة بجوا له بنا یہ)

ترجمہ: بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔

## (7) قربانی کے دن:

قربانی کے تین دن ہیں 10.11.12 ذوالحجہ۔

دلیل: (1) قال الله تعالى: "لِيَشْهَدُوا مَنَا فَع لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي آيَاتٍ مَّعْلُومَاتٍ". (الحج: 28)

ترجمہ:- تاکہ اپنے فوائد کیلئے آمو جو د ہوں اور ایام مقررہ میں ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: "قَالَ مَعْلُومَاتٌ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ" (تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج 6 ص 261)

ترجمہ: ایام معلومات سے مراد یوم نحر (10 ذوالحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

دلیل: (2) "عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُضْبَحَنَّ بَعْدَ ثَلَاثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ"۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 835 باب ما يؤكل من لحوم الأضاحی)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں بچنا چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور قربان کرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی؟

فائدہ: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتدائے اسلام میں تھی بعد میں اجازت دی گئی کہ اسے تین دن کے بعد بھی رکھا جاسکتا ہے۔ (مستدرک حاکم ج 4 ص 259) اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ "جب تین کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد بھی قربانی کی جاسکتی ہے" اس لیے کہ گوشت تو سارا سال بھی رکھا جاسکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت سارا سال ہوگی؟! ہر گز نہیں۔ تین دن کے بعد

قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

دلیل: (3) حضرت علیؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔ (مؤطا امام مالک ص 497، کتاب الضحایا)

دلیل: (4) ”عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: النَّحْرُ يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ وَأَفْضَلُهَا يَوْمُ النَّحْرِ“ (احکام القرآن للطحاوی ج 2 ص 205)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن دس ذوالحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں، البتہ یوم النحر (دس ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔

## (8) قربانی کا وقت:

قربانی کا وقت شہر والوں کے لیے نماز عید ادا کرنے کے بعد اور دیہات والوں کے لیے جن پر نماز جمعہ فرض نہیں صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے لیکن سورج طلوع ہونے کے بعد ذبح کرنا بہتر ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ شامی)

چنانچہ حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ: ”سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْطَبُ فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ وَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ تَحَرَّفَ فَاثْمًا هُوَ كَحِمٍّ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فِي شَيْءٍ“ (صحیح بخاری ج 2 ص 834 کتاب الاضاحی باب الذبح بعد الصلوة)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ہمارے اس عید کے دن میں سب سے پہلا کام یہ ہے ہم نماز پڑھیں، پھر واپس آکر قربانی کریں، جس نے ہمارے اس طریقہ پر عمل کیا یعنی عید کے بعد قربانی کی تو اس نے ہمارے طریقے کے مطابق درست کام کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر دی تو یہ



محض گوشت ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے، اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، دیہات میں چونکہ نماز عید کا حکم نہیں ہے اس لئے وہاں اس شرط کا وجود ہی نہیں تو ان کے لیے یہ حکم نہ ہو گا۔ وہاں قربانی کے وقت کا شروع ہونا ہی کافی ہو گا اور اس کا آغاز طلوع فجر سے ہو جاتا ہے۔

### (9) عمومی مسائل:

(1) **خاصی جانور کی قربانی کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔** (سنن ابی داؤد ج 2 ص 386 باب ما يستحب من الضحايا)

(2) اگر کوئی آدمی عقیقہ کی نیت سے قربانی کے جانور میں اپنا حصہ رکھ لے تو یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 375)

(3) ایسا لنگڑا جانور جو چلتے وقت پاؤں زمین پر بالکل نہ رکھ سکتا ہو اس کی قربانی جائز نہیں البتہ اگر وہ چلنے میں اس پاؤں سے کچھ سہارا لیتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (سنن ابی داؤد ج 2 ص 387، ردالمحتار ج 9 ص 536 کتاب الاضحية)

(4) اگر جانور کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں مگر وہ چارہ بھی نہ کھا سکتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر چارہ کھا سکتا ہو تو قربانی جائز ہے۔ (ردالمحتار ج 9 ص 537 کتاب الاضحية)

(5) جس جانور کے پیدائشی طور پر ایک یا دونوں کان نہ ہوں یا کان کا تیسرا یا اس سے زیادہ حصہ کٹا یا چرہ اہوا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ ہاں اگر تیسرے سے کم حصہ کٹا ہو اہوا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ (جامع الترمذی ج 1 ص 275 باب الاضاحی، ردالمحتار ج 9 ص 537 کتاب الاضحية)

(6) اگر جانور کا سینگ ٹوٹا ہوا ہے لیکن جڑ سے نہیں اکھڑا تو اسکی قربانی جائز ہے

اور اگر جڑ سے اکھڑ چکا ہو تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (سنن طحاوی ج 2 ص 271 باب العیو ب التی لا یجوز الہدا یا والضحا یا ، ردالمحتار ج 9 ص 535 کتاب الاضحیہ)

(7) جانور کی دم اگر تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز ہے اگر تہائی یا اس سے

زائد کٹی ہوئی ہو تو قربانی جائز نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج 17 ص 237، فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 368)

(8) گائے یا بھینس وغیرہ کا ایک تھن خراب اور باقی تین ٹھیک ہوں تو قربانی جا

ئز ہے اور اگر دو تھن خراب ہوں تو قربانی جائز نہیں اسی طرح بکری وغیرہ کا ایک تھن

خراب ہو تو قربانی جائز نہیں۔ (المعجم الاوسط ج 2 ص 374 رقم 3578، فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 68 3)

(9) جانور اگر اندھا ہو یا کانہو یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی نہ ہو تو

اسکی قربانی جائز نہیں ہاں اگر روشنی تہائی سے کم جاتی رہے تو قربانی جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 368)

(10) ذبح کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو۔ مشرک، مجوسی، بت

پرست، اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ (بدائع الصنائع ج 4 ص 164)

(11) افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کئے جائیں ایک حصہ اپنے

گھر کے لیے، ایک حصہ رشتہ داروں اور دوست و احباب کے لیے اور ایک حصہ فقراء

و مساکین میں تقسیم کیا جائے، اگر عیال زیادہ ہوں تو سارا گوشت خود بھی رکھ سکتے

ہیں۔ (فتاویٰ عالمگیریہ ج 5 ص 371-370) قربانی کا گوشت فروخت کرنا یا اجرت میں دینا جائز

نہیں۔ (بدائع الصنائع ج 4 ص 225)

## تکبیراتِ عیدین

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے جو چھ زائد تکبیروں کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد قرأت سے پہلے تین زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین زائد تکبیریں کہہ کر رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں۔

پہلی رکعت میں تین زائد تکبیرات چونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ثناء کے متصل بعد کہی جاتی ہیں اور دوسری رکعت میں یہ تکبیرات کہہ کر متصل رکوع کی تکبیر کہی جاتی ہے، اس لیے اس اتصال کی وجہ سے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ مل کر یہ تکبیرات چار ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر سے مل کر چار۔ گویا ہر رکعت میں چار تکبیرات شمار ہوں گی۔

بعض روایات میں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ، تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر پانچ اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیرات اور رکوع کی تکبیر کو ملا کر چار بتایا گیا ہے اور مجموعی طور پر نو تکبیرات شمار کی گئی ہیں۔ دونوں صورتوں میں زائد تکبیرات چھ ہی بنتی ہیں۔

1: عَنْ الْقَاسِمِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَكَتَبَ أَرْبَعًا وَأَرْبَعًا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَنْسُوا كَتَكْبِيرِ الْجَنَائِزِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَبَضَ إِبْهَامَهُ: (شرح معانی الآثار ج 2 ص 371 باب صلوة العیدین کیف التکبیر فیہا؟)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید کی نماز پڑھائی تو چار چار تکبیریں کہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: بھول نہ جانا عید کی تکبیریں جنازہ کی طرح (چار) ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں کا اشارہ فرمایا اور انگوٹھا بند کر لیا۔

2: عَنْ مَكْحُولٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَائِشَةَ جَلِيسٌ لِابْنِ هُرَيْرَةَ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَأَلَ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ وَحَدِيفَةَ بْنَ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا تَكْبِيرَةً عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حَدِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ صَدَقَ فَقَالَ أَبُو مُوسَى كَذَلِكَ كُنْتُ أَكَبِّرُ فِي الْبَصْرَةِ حَيْثُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 170 باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبریٰ للبیہقی ج 3 ص 289)  
باب ذکر الخبر الذی روى فی التکبیر اربعاً

ترجمہ: حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین ابو عائشہ نے بتایا کہ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا چار تکبیریں کہتے تھے، جیسا کہ آپ جنازہ میں کہتے تھے۔ حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) سچ کہتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ کا گورنر تھا تو وہاں بھی اسی طرح تکبیریں کہا کرتا تھا۔

3: عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَالِسًا وَعِنْدَهُ حَذِيفَةُ وَأَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَسَأَلَهُمَا سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ التَّكْبِيرِ فِي الصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى فَجَعَلَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا وَ هَذَا يَقُولُ: سَلْ هَذَا حَتَّى قَالَ لَهُ حَذِيفَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَلْ هَذَا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فَيَرْكَعُ ثُمَّ يُكَبِّرُ فِي الثَّانِيَةِ فَيَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ أَرْبَعًا بَعْدَ الْقِرَاءَةِ.

(المعجم الكبير للطبرانی ج 4 ص 593 رقم 9402، مصنف عبدالرزاق ج 3 ص 167 باب

التكبير في الصلوة يوم العيد رقم 5704)

ترجمہ: علقمہ اور اسود بن یزید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پاس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو ان سے حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی تکبیروں کے متعلق سوال کیا۔ حضرت حذیفہ نے کہا: ان (حضرت ابو موسیٰ) سے پوچھو، اور حضرت ابو موسیٰ نے کہا: ان (حضرت حذیفہ) سے پوچھو، پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ مسئلہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھو۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نمازی چار تکبیریں (ایک تکبیر تحریمہ اور تین تکبیرات زائدہ) کہے، پھر قراءت کرے، پھر تکبیر کہ کر رکوع کرے دوسری رکعت میں تکبیر کہے، پھر قراءت کرے، پھر قراءت کے بعد چار تکبیریں کہے۔ (تین تکبیرات زائدہ اور ایک تکبیر رکوع کے لیے)

4: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تکبیرات جنازہ کے چار ہونے پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

فَاجْمَعُوا أَمْرَهُمْ عَلَى أَنْ يَجْعَلُوا التَّكْبِيرَ عَلَى الْجَنَائِزِ مِثْلَ التَّكْبِيرِ فِي الْأَضْحَى وَالْفِطْرِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ.

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 319 باب التکبیر علی الجنائز کم ہو ؟)

ترجمہ: تو انہوں نے اس امر پر اتفاق کیا کہ نماز عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیروں کی طرح جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں۔

5: عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِي الْأُولَى خَمْسُ تَكْبِيرَاتٍ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ وَبِتَكْبِيرَةِ الْإِسْتِفْتَاكِ وَفِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى أَرْبَعَةٌ بِتَكْبِيرَةِ الرَّكْعَةِ

(مصنف عبد الرزاق: ج 3 ص 166 رقم الحديث 5702 باب التکبیر فی صلوة العید)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز عید کی پہلی رکعت میں رکوع اور تحریمہ کی تکبیر کو ملا کر پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور دوسری رکعت میں رکوع والی تکبیر کو ملا کر چار تکبیریں بنتی ہیں [خلاصہ یہ کہ ہر رکعت میں زائد تکبیروں کی تعداد تین ہے۔]

6: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّهُ صَلَّى خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي الْعِيدِ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ قَامَ فِي الثَّانِيَةِ فَقَرَأَ ثُمَّ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ.

(سنن الطحاوی: ج 2 ص 372 باب التکبیر علی الجنائز کم ہو ؟)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن الحارث رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے عید کی نماز پڑھی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے چار تکبیریں کہیں، پھر قراءت کی، پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔ پھر جب آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے قراءت کی پھر تین تکبیریں کہیں، پھر (چوتھی) تکبیر کہہ کر رکوع کیا۔

## تکبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا ثبوت

نماز عیدین میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے، دلائل ملاحظہ ہوں:

### دلیل نمبر 1:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: تَرْفَعُ الْيَدَيْنِ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ: فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ وَفِي التَّكْبِيرِ لِلْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ وَفِي الْعِيدَيْنِ وَعِنْدَ اسْتِلَاكِ الْحَجَرِ وَ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَبِحَجَّةٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَهَنَّمَائِينَ.

(سنن الطحاوی: ج 1 ص 417 باب رفع الیدین عند روية البيت)

ترجمہ: جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سات جگہوں میں رفع یدین کیا جاتا ہے۔ (۱) نماز کے شروع میں (۲) نماز وتر میں قنوت کے وقت (۳) عیدین میں (۴) حجر اسود کو سلام کے وقت، (۵) صفا و مروہ پر، (۶) مزدلفہ اور عرفات میں (۷) دو جہروں کے پاس ٹھہرتے وقت

### دلیل نمبر 2:

وَاتَّفَقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ.

(مرقاۃ المفاتیح لعلی القاری: ج 3 ص 495 باب صلاة العیدین )

ترجمہ: فقہائے کرام کا عیدین کی تکبیرات کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

### دلیل نمبر 3:

وَاتَّفَقُوا عَلَى رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيرَاتِ.

(رحمة الامة في اختلاف الائمة: ص 63)

ترجمہ: ائمہ فقہاء کا تکبیرات عیدین کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔

## دلیل نمبر 4:

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يُزْفَعُ الْإِيدَانِ فِي تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ

(بدائع الصنائع للکسانی: ج 1 ص 484 ، رفع الیدین فی الصلوة)

ترجمہ: فقہائے کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

فائدہ: پچگانہ نمازوں میں رکوع کو جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین کرنا ممنوع اور عیدین میں کیا جانے والا رفع یدین مشروع ہے۔

نماز عید میں کیے جانے والے رفع الیدین کے دلائل آپ نے اوپر ملاحظہ کر لیے۔ عید کی نماز کے علاوہ دیگر نمازوں میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین ممنوع اور منسوخ ہے، اس کے دلائل کے لیے میرا ترتیب دیا ہوا پمفلٹ اور پوسٹر ملاحظہ فرمائیں، جس کا عنوان ہے: نماز میں رفع الیدین نہ کرنے کے دلائل